دار الافتاء
فتویٰ نمبر 92/1954

Date:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان دین اس مسئلہ
والد نے اپنے انتقال کے وقت اپنے وارثوں میں چھ بیٹے ایک بیٹی ایک بیوی کو چھوڑا
دو بیٹے والد کی زندگی میں ہی اپنے نفع نقصان کے اعتبار سے علیحدہ تھے چار بیٹے ساتھ تھے
اپنے ترکہ میں والد نے دو مکان چھوڑے۔ اور ایک دکان چلتی ہوئی اور دکان کے اوپر
بنا نصف مالیت کا مکان چھوڑا۔

والد کی دکان ہم دو بھائیوں نے ان کے ساتھ مل کر ان کی زندگی میں چلائی۔ دکان کے لین دین کی ذمہ داری والد کی زندگی سے ہی میرے ہاتھ میں تھی۔ بوقت والد انتقال دکان پر مال کا قرض تھا۔ والد کے انتقال کے بعد بھی ہم نے دکان کو چلایا۔ اسی دکان سے دیگر افراد کا بھی راشن چلتا رہا تھا۔ آگے چل کر ہم دو بھائی اور والدہ ساتھ دکان اور باندی میں شریک رہ جانے کے بعد اسی دکان کی کمائی سے دکان و مکان اوپر کا تعمیر کرائی۔ اس دوران دکان پر بوجھ بڑھنے کی وجہ سے میں نے اپنی اہلیہ سے 6 تولہ زیور قرض قابل واپسی کی صورت میں لیا۔ دیگر قرض دکان پر اس کے علاوہ بھی تھا

والد کے انتقال کے 12 سال بعد ہم سب چھ بھائیوں اور والدہ نے (بہن کی غیر موجودگی میں) باہم رضامندی و خوشی سے والد کے ترکہ کو تقسیم کرتے ہوئے۔ دو مکان اور دکان کے اوپر کے مکان اور دکان کے معاملات لین دین قرض کے ساتھ ہم دو بھائیوں (دکان والے) کو مشترکہ طور پر دے دی گئی۔ دو بھائیوں کو دو مکان دیئے گئے۔ بہن کے لئے ہم سب نے نقد رقم طے کیا جو کہ ایک بڑے بھائی اور بقایا ہم دو مشترکہ بھائیوں (دکان کے) ذمہ طے ہوا۔ والدہ اور بہن ~~نے~~ دو بھائیوں نے اپنا حصہ بلا عوض چھوڑ دیا

اس تقسیم کے کے بعد اپنی تقسیم میں آئے مکان کے لئے مزید قرض لے کر جو کہ والدہ اور اہلیہ نے اپنے عزیزوں سے دلوایا۔ اور دیگر قرض الگ سے لیا ارادہ یہ تھا کہ اس سے مکان کو بنایا جائے اور اس کو کرایہ پر دے کر جو بھی قرض لیا ہے پورا نا اس کی مد میں ادائیگی کی جائے گی۔
مکان سے آمدن بھی ہوئی لیکن جلد ہی مکان خالی ہو گیا اور والدہ بہن کے انتقال کے بعد ہم دونوں بھائی اپنی مشترکہ تقسیم پر آگئے۔
لیکن مشترکہ میں منتقلی کے بعد ہم دونوں بھائیوں میں کچھ یلو اختلافات کی وجہ سے میں اس سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں مشترکہ معاملات اس طرح ہیں کہ ایک دکان اور اوپر مکان اور دکان میں موجود مال تقریباً کا اور قرض زیور کا 6 تولہ اور نقد کا قرض اور مال کا قرض لاکھ کا ہے۔ یہ سب میں نے دکان اور گھر کو چلانے میں اور اس کو بنانے میں کیا صرف مجھے فائدہ نہ ہوا دوسروں کو بھی ہوا اسی قرض سے اس پراپرٹی کی قیمت بھی بڑھی

Date:

لیکن دکان کی ذمہ داریاں میرے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے یہ پریشانی میری اکیلی ہیں سے ساتھ دکان اور گھر کے معاملات میں اور اس تقسیم میں کسی بھی بھائی وغیرہ نے کوئی مالی تعاون نہ کیا۔

صورت مسئولہ کی روشنی میں چند سوالوں کے جوابات درکار ہیں

سوال ۱: آیا جو تقسیم ہم آپس میں باہمی رضامندی خوشی سے کی وہ درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں تو بھی کس طرح تقسیم ہو گی. قرض کس طرح تقسیم ہو گا

سوال ۲: جو تقسیم ہم دو بھائیوں کو مشترکہ طور پر دی گئی تھی میں اس سے علیحدہ ہونے کا حق رکھتا ہوں یا نہیں اور مشترکہ معاملات کس طرح تقسیم ہوں گے

سوال ۳: ترکہ کی کسی بھی طرح تقسیم میں جو قرض (موجود) ہے وہ کس طرح تقسیم ہو گی

سوال ۴: والد نے اپنے ایک بیٹے کی کمائی سے مکان خرید کر اپنے نام پر کیا تو والد کے بعد اس پر تقسیم کس طرح ہو گی

سوال ۵: والدہ اور بہن کا انتقال ہو جانے کے بعد ان کا حصہ کس طرح تقسیم ہو گا

محمد حامد اللہ قدیر

تنقیح

سائل سے فون پر بات ہوئی، انہوں نے بتایا کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد جو قرض لیا گیا تھا وہ والدہ کے مشورے سے لیا تھا، بھائیوں کو بھی معلوم تھا، لیکن اب وہ کہہ رہے ہیں کہ قرض تم نے لیا ہے تم ادا کرو۔

جن بھائیوں نے حصہ بلا عوض چھوڑا تھا وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر پراپرٹی بکے گی تو ہم بھی حصہ لیں گے۔

بہن کا انتقال والدہ سے پہلے ہوا تھا، بہن کے ورثہ یہ ہیں: شوہر، والدہ، دو لڑکے اور تین لڑکیاں۔

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال نمبر(۱،۵)۔۔۔ سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق آپ لوگوں کی تقسیم شرعی طریقہ کے مطابق نہیں تھی اسلئے شرعی طریقہ کے مطابق تقسیم کرنا ضروری ہے، صحیح تقسیم اس طرح ہوگی کہ۔۔۔۔۔

آپ کے مرحوم والد نے بوقتِ انتقال اپنی ملکیت میں مذکورہ دو مکان، ایک دکان جس کے اوپر بنا ہوا خستہ مکان اور دکان میں موجود مال سمیت جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال وجائیداد مثلاً پلاٹ، نقد رقم، سونا چاندی، مالِ تجارت، کپڑے، برتن اور مرحوم کا وہ قرض جو کسی شخص یا ادارے پر ہو اور مرحوم نے اپنی زندگی میں وہ وصول یا معاف نہ کیا ہو، غرض جو بھی چھوٹا بڑا سامان چھوڑا ہے وہ سب ان کا ترکہ ہے، اس میں سب سے پہلے ان کے کفن ودفن کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، تاہم اگر یہ اخراجات کسی نے احسان کے طور پر ادا کردیئے ہوں، تو ان کے ترکہ سے یہ اخراجات نہیں نکالے جائیں گے۔ اس کے بعد مرحوم کے ذمہ جس جس کا قرض ہو وہ اسکے ترکہ سے ادا کیا جائے (قرض کی تفصیل سوال نمبر ۳ کے جواب میں آئے گی)، اس کے بعد دیکھیں کہ اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کے حق میں کوئی جائز وصیت کی ہو تو اس کے بقیہ ترکہ کے ایک تہائی (1/3) مال کی حد تک اُس وصیت پر عمل کریں، قرض وغیرہ ادا کرنے کے بعد جو ترکہ باقی بچے اس کے کل تین ہزار سات سو چوالیس (3744) برابر حصے کرکے درج ذیل نقشے کے مطابق تقسیم کریں۔

الاحیـــــــــــــــاء

نمبر شمار	مورث اعلی سے رشتہ	عددی حصے	فیصدی حصے
1	بیٹا	589	15.731838٪
2	بیٹا	589	15.731838٪
3	بیٹا	589	15.731838٪
4	بیٹا	589	15.731838٪

(جاری ہے۔۔۔)

5	بیٹا	589	15.731838٪
6	بیٹا	589	15.731838٪
7	داماد	63	1.682692٪
8	نواسہ	42	1.121795٪
9	نواسہ	42	1.121795٪
10	نواسی	21	0.560897٪
11	نواسی	21	0.560897٪
12	نواسی	21	0.560897٪
---	مجموعہ	3744	100

واضح رہے کہ یہ تقسیم آپ کے والد، والدہ اور بہن سب کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے نقشہ میں داماد، نواسہ اور نواسی سے آپ کی بہن کے شوہر اور بیٹے، بیٹی مراد ہیں۔ جب آپ پورے ترکہ کی قیمت لگائیں تو اس میں سے بہن کے شوہر اور بیٹے، بیٹیوں کو ان کے حصے کے مطابق پیسے دینے ہوں گے، البتہ آپ سب نے جو بہن کے لیے نقد حصہ مقرر کیا تھا اس میں سے اب تک جتنا ادا کر چکے ہیں اتنا بہن کے موجودہ حصہ میں سے منہا کیا جائے گا۔

آپ کے جن بھائیوں نے بلاعوض حصہ چھوڑا تھا ان کا حصہ ختم نہیں ہوا تھا کیونکہ میراث میں اپنا مکمل یا کچھ حصہ لئے بغیر زبانی دستبرداری کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے، اس طریقہ سے وارث کا حصہ ختم نہیں ہوتا لہٰذا مذکورہ بھائیوں کا حصہ اب بھی باقی ہے۔

واضح رہے کہ اگر سارے ورثاء راضی ہوں تو یہ بھی کر سکتے ہیں کہ پہلی تقسیم میں جن جن وارثوں کو مکان یا دکان وغیرہ دی گئی تھی وہ مکان یا دکان کی مالیت لگا کر اپنے پاس رکھیں اور دوسرے وارثوں کے جتنے حصے بنتے ہیں اسے حساب لگا کر انہیں نقد رقم دیدیں۔

(جاری ہے۔۔۔)

سوال نمبر (۲)۔۔۔ اگر دیگر ورثاء آپ دونوں بھائیوں کو یہ دکان اور مکان دینے پر راضی ہوں اور ان کا جو حصہ بنتا ہے آپ وہ ادا کر دیں تو آپس میں باہمی رضامندی سے آپ دونوں یہ دکان اور مکان تقسیم کر سکتے ہیں اور الگ الگ ہونے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔

سوال نمبر (۳)۔۔۔ آپ کے والد صاحب کے بوقتِ انتقال دکان پر جتنا قرض تھا وہ اگر والد ہی نے لیا تھا تو کل مالیت سے پہلے اس قرض کو منہا کریں، مزید یہ کہ آپ دونوں بھائیوں نے اس دکان میں کئی سال جو محنت کی ہے اور آپ دونوں کی وجہ سے اس دکان میں اضافہ بھی ہوا ہے جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے، تو آپ کو ان سالوں کی محنت کی اجرتِ مثل ملے گی یعنی اگر کوئی ملازم اتنے عرصے دکان پر کام کرتا تو اسے جتنی اجرت ملتی اتنی آپ دونوں کو ملے گی، لیکن آپ دونوں نے جتنا فائدہ اس دکان سے اٹھایا ہے اتنی مقدار اس اجرتِ مثل سے منہا ہو گی باقی اگر بچے تو وہ آپ دونوں کو ملے گی۔

اور جو قرض آپ نے دکان کے لئے لیا تھا اسے دکان سے ادا کیا جائیگا۔

اور جو قرض آپ نے ذاتی مکان بنانے کے لیے لیا تھا وہ آپ کو خود اپنے مال سے ادا کرنا پڑے گا البتہ یہ مکان جو دکان کے اوپر ہے اس کی عمارت کے مالک آپ ہیں کیونکہ آپ نے قرض لے کر بنائی ہے۔ لہٰذا آپ دکان اور اوپر بنے مکان کی قیمت لگوائیں، پھر یہ قیمت لگوائیں کہ اگر دکان اور اوپر آپ کے والد صاحب کے انتقال کے وقت جو بنا ہوا خستہ مکان تھا وہ اگر اب ہوتا تو اس کی قیمت کتنی ہوتی، ایسا کرنے کے بعد موجودہ مکان کی قیمت سے اس قیمت کو منہا کرلیں جو بچے وہ آپ کی اس عمارت کی قیمت ہو گی اور ترکہ میں شامل نہ ہو گی۔

سوال نمبر (۴)۔۔۔ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اس بیٹے نے والد کو جو رقم کما کر دی تھی وہ کس طور پر دی تھی، اگر وہ بطور تبرع اور احسان کے دی تھی جیسا کہ عام طور پر بیٹے والد کو دیتے ہیں تو پھر وہ مکان والد کا ہی شمار ہو گا اور اس بیٹے کی طرح دیگر ورثاء کا بھی اس میں حصہ ہو گا اور اگر وہ اس غرض سے دی تھی کہ والد اُس کے لیے مکان بنوائیں تو پھر یہ مکان اس بیٹے کا ہو گا اگرچہ والد کے نام ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر اس نے وہ رقم بطور قرض دی تھی تو پھر مکان تو والد صاحب کی ملکیت ہو گا، البتہ جتنی رقم بطور قرض دی تھی اتنی رقم ترکہ سے اس کو دی جائے گی۔

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

رد المحتار – (۴ / ۳۰۷)

[تنبيـه] يقع كثيرا في الفلاحين ونحوهم أن أحدهم يموت فتقوم أولاده على تركته بلا قسـمة ويعملون فيها من حرث وزراعة وبيع وشـراء واسـتدانة ونحو ذلك، وتارة يكون كبيرهم هو الذي يتولى مهماتهم ويعملون عنده بأمره وكل ذلك على وجه الإطلاق والتفويض، لكن بلا تصريح بلفظ المفاوضة ولا بيان جميع مقتضـياتها مع كون التركة أغلبها أو كلها عروض لا تصـح فيها شـركة العقد، ولا شك أن هذه ليست شركة مفاوضة، خلافا لما أفتى به في زماننا من لا خبرة له بل هي شركة ملك كما حررته في تنقيح الحامدية.

ثم رأيت التصـريح به بعينه في فتاوى الحانوتي، فإذا كان سـعيهم واحدا ولم يتميز ما حصـله كل واحد منهم بعمله يكون ما جمعوه مشـتركا بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأي كثرة وصوابا كما أفتى به في الخيرية، وما اشتراه أحدهم لنفسه يكون له ويضـمن حصة شركائه من ثمنه إذا دفعه من المال المشترك، وكل ما استدانه أحدهم يطالب به وحده

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (۳ / ۵۱)

المادة (۱۰۹۰) – (إذا أخذ الورثة مقدارا من النقود من التركة قبل القسـمة بدون إذن الآخرين وعمل فيه فخسـاره يعود عليه، كما أنه لو ربح لا يأخذ الورثة حصة فيه) إذا تصرف أحد بلا إذن في مال الغير وربح يكون الربح له، ويتفرع عن ذلك مسائل عديدة: المسألة الأولى – إذا أخذ أحد الورثة مقدارا من النقود من التركة قبل القسـمة بدون إذن الآخرينأو إذن الوصـي إذا كان الورثة صغارا فكما أن الضرر يعود عليه ويأخذ الورثة حصتهم في رأس المال فقط كذلك لو ربح فلا يأخذ الورثة حصة من الربح إلا أنه في هذه الصورة لا يكون الربح الحاصل من حصة الورثة الآخرين طيبا للآخذ والعامل في ذلك (الفتاوى الجديدة).

إيضاح القيود:

۱ – أحد إن هذا التعبير احترازي لأنه إذا توفي أحد أو تعدد المتوفون ولم يقسم الورثة التركة وعملوا فيها وكثروا أموالهم ولم يتميز كسب أحد عن كسب الآخر فتقسم الأكساب بالسوية بين الورثة ولا يأخذ أحدهم حصة أزيد من الآخر أما أصل التركة فيكون مشتركا بينهم حسب الفروض ولا تكون هذه المعاملة شركة مفاوضة حيث يلزم وجود شروط عديدة في شركة المفاوضة ومنها لفظ المفاوضة (الحامدية بزيادة) .

(جاری ہے۔۔۔)

٢ – بدون إذن، أما إذا أعمل المال بإذن فإذا أعمل بشرط أن يكون الربح له خاصة فتكون حصة الورثة الآخرين قرضا وإذا أعمل على أن يكون الربح مشتركا فتكون المعاملة شركة مضاربة في حصة الورثة. انظر المادة (١٣٧١) وإذا شرط الربح أن يكون للورثة الآخرين يكون بضاعة في حصة الورثة. انظر المادتين (١٤١٤، ١٥٥٩) وشرحهما.

٣ – مقدارا. هذا التعبير ليس احترازيا فإذا تصرف أحد الورثة في التركة المشتركة وربح فالربح يكون للعامل خاصة (الهندية) .

تنقيح الفتاوى الحامدية – (٢ / ١٥٧)

(سُئِلَ) فِيمَا إذَا بَنَى زَيْدٌ قَصْرًا بِمَالِهِ لِنَفْسِهِ فِي دَارٍ مُشْتَرَكَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ إخْوَتِهِ بِدُونِ إذْنِهِمْ فَهَلْ يَكُونُ الْبِنَاءُ مِلْكًا لَهُ ؟ (الْجَوَابُ) : نَعَمْ وَإِذَا بَنَى فِي الْأَرْضِ الْمُشْتَرَكَةِ بِغَيْرِ إذْنِ الشَّرِيكِ لَهُ أَنْ يَنْقُضَ بِنَاءَهُ ذَكَرَهُ فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ مِنْ مُتَفَرِّقَاتِ الْقِسْمَةِ . الميت [الميتَ] (٥) كان هذا جائزاً

رد المحتار(٥/٦٨٨)

(قوله: هو الإيجاب) وفي خزانة الفتاوى: إذا دفع لابنه مالا فتصرف فيه الابن يكون للأب إلا إذا دلت دلالة التمليك بيري.

قلت: فقد أفاد أن التلفظ بالإيجاب والقبول لا يشترط، بل تكفي القرائن الدالة على التمليك كمن دفع لفقير شيئا وقبضه، ولم يتلفظ واحد منهما بشيء، وكذا يقع في الهداية ونحوها فاحفظه.........

..............واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح	محمد اویس
بندہ محمود اشرف غفراللہ لہ	اویس سیالکوٹی کان اللہ لہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی	دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
١١/جمادی الثانیہ/١٤٣٩ھ	١٠/جمادی الثانیہ/١٤٣٩ھ
28/فروری/2018ء	27/فروری/2018ء

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
١١/٦/١٤٣٩ھ

الجواب صحیح
١١/٦/١٤٣٩ھ

دار الافتاء
جامعہ دار العلوم کراچی